



داعش تو کفار سے بھی لڑتی ہے، پھر خارجی کیسے؟ ایک شبہ کا ازالہ



داعش اور دیگر خوارج تو کفار سے بھی لڑتے ہیں، پھر خارجی کیسے؟
فضیلہ الشیخ عبدالعزیز نعیم حفظہ اللہ کا ازالہ

اکثر خوارج کے حامی لوگ یہ کہتے ہیں: داعش، القاعدہ اور دیگر خوارج تو کفار سے بھی لڑتے ہیں تو ان پر یہ حدیث کیسے فٹ ہو سکتی ہے؟ "خوارج بت پرستوں کو چھوڑیں گے اور مسلمانوں کو قتل کریں گے" اور انہوں نے کفار سے کئی علاقے فتح کر کے اپنی حکومت قائم کی ہے تو پھر یہ خوارج کیسے ہیں؟

اس شبہ کا ازالہ:

اس شبہ کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے مذکورہ فرمان کو صحیح طور پر نہ سمجھنے پر ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خوارج غیر مسلموں سے قتال کو آخر پر رکھتے ہیں حالانکہ یہ بات شرعی طور پر درست ہے، نہ واقعاتی طور پر۔

شرعی اعتبار سے اس طرح کے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قتال کا رخ کفار کی طرف ہونا چاہیے تو وہ اپنا رخ صرف مسلمانوں کی طرف کیے رکھتے ہیں کیونکہ مستحق سے رخ پھیر کر غیر مستحق کی طرف جانا اس موقع پر ان سے قتال ترک کرنے کے مترادف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿أَتَا تَأْتُونَ الذُّكُرَ إِن مِّن مَّا خَلَقَ إِلَيْكُمْ بِمِثْلِ ذُرِّيَّتِكُمْ وَأَنتُمْ كَاذِبُونَ﴾

کیا تم اہل عالم میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو؟ اور تم ہمارے پروردگار نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں، انہیں چھوڑ دیتے ہو؟
[الشعراء: 166 - 165]

یہ بات خود بخود سمجھ میں آتی ہے کہ انہوں نے اپنی بیویوں سے تعلقات بالکل ختم نہ کیے تھے کیونکہ اگر ایسا کرتے تو ان کی نسل آگے نہ بڑھتی لیکن چونکہ وہ لوگ اپنی شہوت کو پورا کرنے کے لیے اپنی بیویوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے تھے تو اس اعتبار سے گویا وہ اپنی بیویوں کو چھوڑنے والے تھے۔

یا جس طرح شادی شدہ زانی سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ ذریعہ کو چھوڑ کر حرام کو اپناتے ہو؟

تو جس وقت وہ حلال کو چھوڑ کر حرام کام کرتا ہے تو اس وقت اس حلال کو چھوڑنے والا کہتا جاتا ہے حالانکہ وہ حلال کو بالکل ہی ترک نہیں کرچکا ہوتا۔ اسی وجہ سے علماء نے اس حدیث سے یہ مفہوم اخذ نہیں کیا کہ خوارج کفار سے بالکل بھی قتال نہیں کریں گے۔ فتدبر

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: 'جس طرح خوارج کفار سے لڑیں گے، اسی طرح اپنے مؤمن بھائیوں سے بھی لڑیں گے اور بعض اوقات تو ان کے نزدیک مسلمانوں سے لڑائی زیادہ ضروری ہوگی۔ اسی وجہ سے نبی کریم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ مسلمانوں سے لڑیں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔'

(الفتاویٰ الکبریٰ: 6/360)

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ **خوارج مسلمانوں اور کفار دونوں سے لڑتے ہیں** جس طرح وہ کفار کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں، اسی طرح مسلمانوں کو قتل کرنا بھی حلال سمجھتے ہیں۔ اس لیے وہ جہاد گردانتے ہیں، بلکہ ان کے نزدیک مسلمانوں سے قتال زیادہ ضروری ہے کیونکہ وہ انہیں کافر اور مرتد سمجھتے ہیں اور یہ باتیں آپ کو ان خوارج کی زبانوں پر عام ملیں گی کہ پہلے اپنے گھر سے صفائی کرو، کفار کو بعد میں دیکھ لیں گے۔

واقعاتی اعتبار سے اس طرح کہ تاریخ میں ہمیں ملتا ہے کہ خوارج ہمیشہ مسلمانوں اور کفار دونوں سے لڑتے رہے ہیں لیکن مسلمانوں سے ان کی لڑائی زیادہ سخت، نقصان دہ اور عقیدہ تکفیر کے زیر اثر ہوتی ہے۔

پھر نبی کریم کے فرمان: 'و'

قتل کریں گے، ” میں ان کے مسلمانوں سے بغاوت اور ان کے قریب اور گھلا ملا ہونے کی وجہ سے ان پر غالب آنے کی طرف اشارے سے بعض اوقات مسلمانوں نے انہیں پر امن گرو سمجھا یا ان کی ظاہری حالت سے دھوکا کھا گئے تو یہ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

تاریخ اس بات کی گواہی کے در زمانہ میں خوارج مسلمانوں پر غلبہ پا کر بغیر کسی چکچاہٹ کے انہیں قتل کرتے رہے۔ ایسے جیسے انہوں نے عبد اللہ بن خطاب بن اہل اور ان کے اہل و عیال کے ساتھ کیا۔ اہل کتاب سے صلح کرتے ہیں اور ان کے بارے میں اللہ کے ذمے اور رسول اللہ کی وصیت کا خیال رکھتے ہیں۔

اس بارے میں داعش کا تضاد ملاحظہ ہو: انہوں نے ایک ویڈیو جاری کی جس میں اپنی ہی **مفکر جماعت جبہ النصرہ** کے ایک کارکن کو قتل کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ کیونکہ ان کے بقول وہ ان کے ہاتھ تو بے کرنے سے پہلے آگیا تھا، اس لیے اس کی توبہ قبول نہیں کی گئی۔ جبکہ ایک اور ویڈیو میں انہوں نے ایک نصیری کو قید کرنے کے بعد اس کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا اور یہ معاملہ کئی دفعہ سامنے آچکا۔

اور رہی بات داعش کی علاقوں کو فتح کرنے کی تو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اس سے پہلے بھی تاریخ میں کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔ خوارج کی اپنی ریاستیں قائم رہی ہیں۔ خوارج نے علاقوں کو فتح کیا اور یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ داعش کی فتوحات کے بارے میں جو پروپیگنڈا جاری ہے یہ علاقوں انہوں نے کفار سے لے لیے تو یہ بات درست نہیں ہے، وہ دراصل انہی علاقوں پر قبضہ کرنے کی جہادی تنظیموں نے داعش کے ظہور سے پہلے ہی آزاد کرایا ہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے

کہ داعش کی زیاد تر سرگرمیاں دیگر جہادی تنظیموں کے خلاف ہی رہی ہیں جبکہ کفار کے خلاف اس کی لڑائی کی کوششیں ذرا بھی قابل ذکر نہیں۔

اگر کفار سے اس کی لڑائی ثابت ہو بھی جائے اور اس کی فتوحات مان بھی لی جائیں، تب بھی اس سے اس کے غالی خارجی عقائد کی نفی نہیں ہوتی اور نہ اس کے دامن سے معصوم مسلمانوں کے خون کا داغ ختم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین